# مدارس کے قابلِ احترام اساتذہ اور طلبہ کی خدمت میں

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[نئے تعلیمی سال ۱۴۴۴ھ کے آغاز کے موقع پر ناظم اعلیٰ وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے اپنے ادارے جامعہ خیر المدارس ملتان میں اساتذہ وطلبہ سے خطاب فرمایا اور گراں قدر نصائح فرمائیں، جسے مولانا محمد ازہر صاحب نے جمع کیا، ذیل میں حضرت ناظم اعلیٰ کا یہ خطاب پیش ہے..........ادارہ]

دینی مدارس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز شوال المکرم سے ہوتا ہے۔ تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ رمضان المبارک کے قریب تک جاری رہتا ہے۔ دینی مدارس کو عصری علوم کی درسگاہوں سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ علم وعمل کی یکسانیت ،اہل اسلام کے ایمان کی حفاظت اور علوم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری ہے، مدارس کے طلبہ اپنے اساتذہ سے صرف فکری ونظری علوم ہی حاصل نہیں کرتے بلکہ اُن سے توکل وزہد، قناعت وایثار، مسکنت وتواضع، اخوت وخیرخواہی ،صدق واخلاص اور علم پر عمل کی ہمت وتوفیق بھی سیکھتے ہیں، مدارس میں استاذ اور شاگرد کا تعلق محض قانونی اور تجارتی نہیں ہوتا کہ اس میں احترام، محبت، شفقت، دردمندی اور خیرخواہی کے جذبات نہ ہوں۔ بزرگ اساتذہ طلبہ کو اپنے بچوں کی طرح سمجھتے ہیں اور اُن کی تعلیم وتربیت کے لیے قانونی طور پر صرف چھ (6) گھنٹے کی ڈیوٹی دے کر بری الذمہ نہیں ہوجاتے بلکہ تعلیمی سال کے آخری تین مہینوں میں بعض اوقات دس دس (10) گھنٹے پڑھاتے ہیں تاکہ مقررہ نصاب کی تکمیل ہوسکے۔

صدق واخلاص کا یہ سرمایہ مدارس کی اصل دولت اور زادِ سفر ہے جس کی وجہ سے حالات کی تلخ راہوں میں حلاوت اور کلفتوں میں راحت کا احساس رہتا ہے۔ دینی مدارس کے لیے دنیوی آسائشوں کے لحاظ سے حالات کبھی بھی سازگار اور مساعد نہیں رہے، تاہم یہ دور اہلِ مدارس کے لیے زیادہ صبر آزما رہا کہ معاشی ناہمواریوں کے علاوہ انہیں طعن وتشنیع اور مخالفانہ تضحیک کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ تاہم مدارس بحمداللہ مخالفت کے ان متلاطم تھپیڑوں کے باوجود نہ صرف قائم ودائم ہیں

بلکہ رُو بہ ترقی ہیں۔مقامِ شکر ہے کہ ابھی تک مدارس میں خود احتسابی اور اصلاحِ نفس کی روایت قائم ہے۔ارباب مدارس، اپنی، اپنے اساتذہ اور طلبہ کی تہذیب واصلاح اور دینی ترقی کے لیے فکر مند رہتے ہیں۔

نئے تعلیمی سال کے آغاز پر مُلک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس کے مہتمم، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم نے دردمندی واخلاص کے ساتھ اپنے مدرسہ کے اساتذہ وطلبہ کو چند اہم امور کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔یہ امور کسی ایک مدرسہ کے طلبہ واساتذہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام دینی مدارس کے اساتذہ وطلبہ کو ان کے مطالعہ کے بعد اپنا جائزہ لینا چاہیے اور کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کی تلافی کرنی چاہیے۔

حضرات اساتذہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا ہے کہ اساتذہ کرام کے ظاہر وباطن کے اثرات طلبہ پر بہت گہرے پڑتے ہیں اس لیے ہمیں اپنی ظاہری اِصلاح کے ساتھ اصلاحِ باطن کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہیے۔خود احتسابی کے علاوہ کسی صاحبِ نسبت بزرگ سے اپنا اِصلاحی تعلق قائم کرکے اُن کی تعلیم کے مطابق معمولات کی پابندی کی جانی چاہیے۔جن اساتذہ کا فی الحال کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق نہیں انہیں درج ذیل معمولات کی پابندی کرنی چاہیے:

(۱)......روزانہ ایک پارہ تلاوت قرآن کریم کا معمول بنائیں تاکہ ایک ماہ میں کم از کم قرآن ختم ہوجائے۔

(۲)......"الحزب الاعظم" یا "مناجاتِ مقبول" کی ایک منزل روزانہ پڑھی جائے۔

(۳)......تہجد، اشراق، چاشت اور اوّابین کے نوافل میں جو بسہولت ہوسکیں، معمول بنائیں۔تاہم تہجد کی پابندی کا زیادہ اہتمام فرمائیں۔

(۴)......ایک ایک تسبیح روزانہ استغفار، درود شریف اور تیسرا کلمہ کا معمول بنائیں۔

(۵)......تصوف وسلوک کی کوئی نہ کوئی کتاب زیرِ مطالعہ رکھیں۔بہتر ہوگا کہ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کی کوئی تالیف یا مواعظ زیرِ مطالعہ رہیں۔

(۶)......اکابر کے ذوق وفکر کو جذب کرنے کے لیے اُن کی تالیف بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "آپ بیتی" کا مطالعہ فرمائیں۔

(۷)......سنت کے مطابق جمعۃ المبارک کو قبرستان جانے اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

(۸)......اپنے تعلیمی وانتظامی فرائض دیانت وامانت، حکمت وہمت اور خلوصِ نیت کے ساتھ انجام دیں، دینی مدارس کو اسکولوں اور کالجوں پر قیاس کرنا غلط ہے جہاں تعلیم وتدریس تجارت بن چکی ہے، علماء، انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں ان میں پیغمبروں جیسی محبت وشفقت، صبر واستقامت اور اخلاص ودیانت ہونی چاہیے۔جلوت میں پوری

محنت اور تیاری کے ساتھ فرائض انجام دیں اور خلوت میں اُن طلبہ کے لیے دست بدعا رہیں کہ حق تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ نافع اور ذخیرۂ آخرت وصدقۂ جاریہ بنائیں۔ تضیعِ وقت کو حرام سمجھیں اور ہر وقت طلبہ کی علمی وعملی ترقی کے لیے کوشاں رہیں۔

(۹)......مدارسِ دینیہ اور اُن کے طلبہ سے ہماری معاش ہی نہیں معاد بھی وابستہ ہے۔ اس لیے نہایت حکمت ودردمندی کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت کی ہمہ وقت فکر رہنی چاہیے۔ طلبہ کی اصلاح وتربیت کے لیے چند معروضات پر غور وفکر کی درخواست ہے۔

(۱۰)......پوری کوشش کی جائے کہ طلبہ کو فن یا علم سے مناسبت پیدا ہو جائے۔ درجہ رابعہ تک اسباق بالالتزام سُنے جائیں۔ فوقانی درجات میں بھی وقتاً فوقتاً چیدہ چیدہ طلبہ سے سُنا جائے تاکہ طلبہ مُستعد رہیں اور انہیں کتاب سے شغف اور مناسبت حاصل ہو۔

(۱۱)......دورانِ تعلیم طلبہ کے لیے مُلکی تحریکات میں ذہناً یا عملاً شریک ہونا نہایت مضر ہے۔ حضرات اساتذہ کرام طلبہ کی ذہن سازی فرماتے ہوئے انہیں تحریکات سے الگ رہنے کی تلقین فرمائیں۔

(۱۲)......فکرِ آخرت تمام حسنات کی اصل اور تمام منکرات کے لیے قاطع ہے، سبق کی مناسبت سے قبر وحشر اور آخرت کے مواعد ومواعید کا ذکر کرتے ہوئے رہنا چاہیے اس سے اِنشاءاللہ اخلاقی رذائل رفتہ رفتہ زائل ہو جائیں گے۔

(۱۳)......طلبہ کو نماز باجماعت کی پابندی، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، پہلی صفوں میں بیٹھنے اور تسبیحاتِ فاطمی کے اجر وثواب سے آگاہ کیا جائے اور نگرانی فرمائی جائے کہ اساتذہ کی تلقینات پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے؟

(۱۴)......ہمارے اکثر طلبہ آدابِ معاشرت کو ملحوظ نہیں رکھتے، سنجیدگی، وقار، شائستہ گفتگو، ہنسی مذاق بالخصوص فحش مزاح سے احتراز ضروری ہے۔ درسگاہ میں طلبہ سے نعتیں یا نظمیں سننے سے بھی پرہیز فرمایا جائے۔

(۱۵)......طالب علم اور استاذ کے درمیان ادب واحترام کا رشتہ قائم رہنا چاہیے۔ کسی طالب علم کا استاذ صاحب کی نرمی اور چشم پوشی کی بناء پر بے تکلف ہو جانا مناسب نہیں۔

(۱۶)......ادارہ کے تمام قوانین بالخصوص اوقات کی پابندی، طلبہ اور اساتذہ سب کے لیے لازم ہے۔ تکرار ومطالعہ کے اوقات اور ایامِ امتحان میں دیگر قوانین کے ساتھ وقت کی پابندی کا خصوصی لحاظ فرمایا جائے۔

(۱۷)......دینی مدارس محض ضابطوں سے نہیں چلتے ان کے لیے رابطہ بھی ضروری ہے۔ رابطہ میں ادارہ کے لیے دُعا کا اہتمام، ممکن حد تک خیر خواہی، اس کے لیے بیت المال کو مستحکم کرنے کی کوشش اور ادارہ کے بڑوں کے ساتھ شکر گزاری کا معاملہ داخل ہے۔

(۱۸)......ادارہ کے تمام اساتذہ وطلبہ کے لیے لازم ہے کہ وہ علمائے حق سے وابستہ تمام افراد اور جماعتوں کا احترام

کریں، اخلاقِ فاضلہ اور وسعتِ ظرفی کا مظاہرہ کریں البتہ تعلیم وتعلم کے دوران جماعتی وابستگی سے احتراز کریں۔

(۱۹)......اساتذہ کا باہمی سلوک ومحبت اور اخلاق، طلبہ کے لیے نمونہ ہو۔

درجہ تحفیظ کے اساتذہ کرام کے لیے درجِ ذیل اضافی امور بھی قابلِ توجہ ہیں:

(۲۰)......حتی الامکان اہتمام فرمائیں کہ طلبہ کا سبق، سبقی پارہ اور منزل خود سنیں ورنہ کم از کم سبق اور سبقی پارہ کا اہتمام تو ضرور فرمائیں۔

(۲۱)......بچوں کو جسمانی سزا دینے سے احتراز فرمائیں نیز طلبہ سے گفتگو میں شائستگی اور متانت ملحوظ رکھیں۔

(۲۲)......یہ بچے اور اُن کا وقت آپ کے پاس امانت ہے، کوشش فرمائی جائے کہ کسی بچے کا ایک دن بھی زائد از ضرورت صرف نہ ہو۔

(۲۳)......تحفیظ کے طلبہ کو درسِ نظامی کی تکمیل کی طرف متوجہ کیا جائے، بہتر یہ ہے کہ وہ اسی ادارے میں درسِ نظامی کی تکمیل کریں۔

امید ہے کہ تمام مدارس کے اساتذہ وطلبہ اِن قیمتی نصائح سے مستفید ہوں گے۔

☆......☆......☆

## مغربی علوم وثقافت سے مرعوبیت

آج کا بڑا المیہ ماضی کے تناظر میں یہ بھی ہے کہ علماء کو علوم اور مغربی ثقافت سے مرعوبیت کی لہر تیزی سے بہائے لے جا رہی ہے اور اس کا مشاہدہ آپ ہر جگہ کر سکتے ہیں۔ تمدن کی بے پناہ ترقی کے پیشِ نظر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم اس کی اپنے ماحول کے مطابق ضروری چیزوں کو اختیار کرتے لیکن ہمارا میلان تعیش کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسی طرح بطورِ خاص علماء پر لازم تھا کہ وہ اپنی اولاد کی علومِ قرآن و سنت سے وابستگی کا مضبوط انتظام کرتے، لیکن بجائے اس کے ہو یہ رہا ہے کہ وہ ان کو عصری علوم کی تعلیم دلانے اور اس میں کمال پیدا کرانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ کہنے والے نے یونہی نہیں کہہ دیا تھا بلکہ اسلام کی زریں انقلاب آفریں تاریخ کے پیشِ نظر کہا تھا اور بالکل بجا کہا تھا: ''لن یصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها'' اور ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک بزرگ نے فرمایا تھا: ''النجاة في علوم المصطفى''۔ یہ بھی اسی طرح بالکل درست فرمایا تھا۔ جوں جوں خیر القرون سے دوری زیادہ ہو رہی ہے انحطاط میں اضافہ ہو رہا ہے۔